تحریکِ پاکستان اور مسیحی اقلیّت

وطنِ عزیز کی مسیحی برادری کا ایک حصّہ یہ بات بڑے شدومد سے کہتا ہے کہ مسیحی رہنماؤں اور بالخصوص جناب ایس - پی - سنگھا (سپیکر پنجاب اسمبلی) نے تحریک آزادی میں آل انڈیا مسلم لیگ کا ساتھ دیا اور اس طرح وہ قیام پاکستان کی جدوجہد میں برابر کے شریک ہیں، مگر تحریک پاکستان کے طالب علموں کو مسیحی رہنماؤں کے اِس دعوے سے بحیثیت مجموعی اتفاق نہیں۔ اس پس منظر میں گزشتہ سال، جب کرسچین سٹڈی سنٹر - راولپنڈی کے زیر اہتمام منعقدہ ایک سیمینار کے خاتمے پر کہا گیا کہ "ہم غیر مسلموں کے اُن کارناموں کو دستاویزی شکل میں اکٹھا کریں گے جو اُنہوں نے پاکستان کی تشکیل اور تعمیر و ترقی کے لیے سرانجام دیے ہیں"، تو ہم نے اِسے ایک "خوش آئند" ارادہ قرار دیتے ہوئے لکھا تھا کہ

> [مسیحی برادری] کی قیادت نے ۴۷-۱۹۴۶ء میں ایک دو مواقع کے سوا بالعموم مسلم لیگ کا کبھی ساتھ نہیں دیا تھا۔ اگر اس کا جھکاؤ غیر ملکی حکمرانوں کی طرف نہیں تھا تو زیادہ سے زیادہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ انڈین نیشنل کانگرس اور آل انڈیا مسلم لیگ کے متضاد نقطہ ہائے نظر کے بارے میں غیر جانبدار تھی۔ اگر حصولِ پاکستان میں مسیحی برادری نے واقعتہً کوئی مثبت کردار ادا کیا ہے تو اس سے زیادہ اچھی بات کیا ہو گی کہ دلائل و براہین کے ساتھ اِسے بیان کر دیا جائے۔

اس پر "عالم اسلام اور عیسائیت" کے ایک قاری مرحوم خورشید احمد خان یوسفی نے جو خود تحریک پاکستان کے ایک کارکن تھے، ہماری رائے سے اتفاق کرتے ہوئے جناب ایس - پی - سنگھا کی "مسلم لیگ دوستی" پر کچھ روشنی ڈالی تھی۔ [دیکھیے: "عالم اسلام اور عیسائیت"، دسمبر ۱۹۹۶ء، ص ۲۵]

ہمیں یہ تو معلوم نہیں کہ مذکورہ بالا سیمینار کے منتظمین اپنی قرار داد کے مطابق پاکستان کی تشکیل میں غیر مسلموں، اور بالخصوص مسیحی برادری، کے کارناموں کو دستاویزی شکل دے سکے ہیں یا نہیں، تاہم مسیحی جرائد میں تحریکِ پاکستان کے حوالے سے جو کچھ لکھا جا رہا ہے، نرم سے نرم الفاظ میں یہ تاریخ مسخ کرنے کے مترادف ہے۔ پندرہ روزہ "نقیب کاتھولک" [بابت ۱۶ تا ۳۰ جون ۱۹۹۷ء] نے "قلم جناح اور پاکستانی اقلیتیں" کے زیر عنوان یہ انکشاف کیا ہے:

۱۹۴۷ء کو متحدہ پنجاب اسمبلی میں جب پاکستان میں شمولیت کے حوالے سے رائے دہی کا وقت آیا تو بھارت کے حق میں ۸۸ ووٹ اور پاکستان کے حق میں بھی ۸۸ ووٹ آئے، چنانچہ اب قیام پاکستان کے مستقبل کا فیصلہ مسیحی ممبران اسمبلی کے ہاتھ میں تھا۔ ان ممبرانِ اسمبلی میں تین مسیحی ممبران دیوان بہادر ایس۔ پی۔ سنگھا، فضل الٰہی اور سی۔ گبن تھے۔ ان تینوں مسیحی رہنماؤں نے ۸۸ مسلم لیگیوں کی حمایت کر کے پاکستان بنانے کے حق میں قرار داد منظور کروائی۔ اس وقت ایس۔ پی۔ سنگھا صاحب سپیکر کے فرائض انجام دے رہے تھے، وہ اپنی نشست سے اُٹھ کر مسلم لیگ کے حق میں ووٹ کے لیے پولنگ سائٹ پر پہنچے۔

ایک اور مسیحی جریدے ماہنامہ "مکاشفہ" (بابت جون ۱۹۹۷ء) نے متحدہ پنجاب اسمبلی میں مسیحی ارکان کے کردار کے حوالے سے لکھا ہے:

> ۱۹۴۶ء [کذا] میں متحدہ پنجاب قانون ساز اسمبلی میں مسیحیوں کے لیے چار نشستیں مختص تھیں جِس کے سپیکر سنگھا صاحب تھے، ان چار میں سے تین مسیحیوں نے پاکستان کے حق میں اپنا ووٹ کاسٹ کیا۔ چوتھا ممبر سر را برٹ ولیم برطانوی انگریز تھا اور اُس نے کاروباری مفادات کے لیے سنگھا صاحب کا ساتھ نہ دیا، لیکن پھر بھی پنجاب اسمبلی ایک ووٹ کی برتری سے پاکستان کے حق میں فیصلہ دینے میں کامیاب ہو گئی۔ اِس میں مسیحیوں کا حصہ واضح ہے۔

اِن بیانات کے داخلی اختلافات سے قطع نظر، دونوں کا مقصد یہ ہے کہ اگر متحدہ پنجاب اسمبلی کے مسیحی ارکان پاکستان کے حق میں رائے نہ دیتے تو پنجاب پاکستان میں شامل نہ ہوتا اور مسلم اکثریت کے اس صوبے کا فیصلہ پاکستان کے قیام ہی کو معرضِ خطر میں ڈال دیتا۔

کیا مسیحی جرائد کا نقطہ نظر تاریخی اعتبار سے درست ہے؟ گزشتہ برس ڈاکٹر محمد اعظم چوہدری کی کتاب "تحریک پاکستان میں پنجاب کا کردار" [کراچی: رائل بک کمپنی] شائع ہوئی تھی، جو اصلاً کراچی یونیورسٹی میں پیش کردہ ڈاکٹریٹ کا مقالہ ہے۔ اس میں ڈاکٹر محمد اعظم چوہدری نے متحدہ پنجاب اسمبلی کے فیصلے کا ذکر اس جملے میں کیا ہے: "۲۳ جون [۱۹۴۷ء] کو پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی نے ۷۷ کے مقابلے میں ۹۱ ووٹوں سے پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا۔" (ص ۲۰۴) دوسرے لفظوں میں اگر تین مسیحی ارکان ووٹ نہ بھی دیتے تو پاکستان کے حق میں اسمبلی کا فیصلہ ہوگیا تھا، یہ بیان کرنا کہ تین مسیحی ووٹوں یا صرف ایک ووٹ کی برتری سے پاکستان کے حق میں فیصلہ ہوا تھا، تاریخ کے ساتھ سخت ناانصافی ہے۔

ان دنوں روزنامہ "ڈان" (لاہور) پاکستان گولڈن جوبلی کی مناسبت سے اپنی مجلّدات سے پچاس

سال پہلے کے واقعات کی خبریں نقل کر رہا ہے۔ ۲۳ جون ۱۹۹۷ء کی اشاعت میں اس نے پچاس سال پہلے اسی تاریخ کو متحدہ پنجاب اسمبلی میں ہونے والی رائے شماری کی تفصیل اپنے ریکارڈ سے نقل کی ہے۔ اس کے مطابق بھی متحدہ پنجاب اسمبلی نے ۷۷ کے مقابلے میں ۹۱ ووٹوں سے نئی دستور ساز اسمبلی کے قیام اور پنجاب کی تقسیم کے حق میں فیصلہ دیا تھا۔ پاکستان کے حق میں رائے دینے والے ۹۱ ارکانِ اسمبلی میں ۸۸ مسلمان، دو انڈین کرسچین اور ایک اینگلو انڈین شامل تھا۔ اگر تین مسیحی ارکان، مسلمان ارکانِ اسمبلی کے ساتھ ووٹ نہ دیتے اور غیر جانبداری اختیار کر لیتے تو فیصلہ ۷۷ کے مقابلے میں ۹۱ کے بجائے ۷۷ کے مقابلے میں ۸۸ ووٹوں سے ہو جاتا، اور اگر وہ رابرٹ ولیم (پنجاب اسمبلی کا چوتھا مسیحی رکن جس نے کانگرس کا ساتھ دیا تھا) کی طرح انڈین نیشنل کانگرس کے ہم نوا ہوتے تو ۸۰ کے مقابلے میں ۸۸ ووٹوں سے فیصلہ پاکستان کے حق میں ہو جاتا۔

اس ساری گفتگو سے، مسیحی برادری کی کوئی مخالفت مقصود نہیں، بلکہ صرف یہ واضح کرنا پیش نظر ہے کہ بعض مسیحی دوست آج وطنِ عزیز کی نظریاتی اساس سے انکار کرتے ہوئے اپنے نادرست موقف کے لیے جو دلائل تراش رہے ہیں، یہ تاریخی اعتبار سے کس قدر بودے ہیں۔